بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دِلوں اور کانوں پر مہر (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

سورۃ البقرہ۔آیت نمبر(۷) کا لفظی ترجمہ، بامحاورہ ترجمہ اور تفسیر

خَتَمَ	اللّٰهُ	عَلٰى	قُلُوْبِهِمْ	وَعَلٰى	سَمْعِهِمْ	وَعَلٰٓى
مہر لگادی	اللہ	پر	ان کے دل	اور پر	ان کے کان	اور پر

اَبْصَارِهِمْ	غِشَاوَةٌ	وَّ	لَهُمْ	عَذَابٌ	عَظِيْمٌ (۷)
ان کی آنکھیں	پردہ	اور	انکے لئے	عذاب	بڑا

با محاورہ ترجمہ :۔اللہ نے ان کے دلوں پراوران کے کانوں پرمہر لگادی۔اوران کی آنکھوں پر پردہ ہے۔اوران کیلئے بڑا عذاب ہے۔

تفسیروفوائد :۔**ختم کا مفہوم**:۔ ختم کے معنی عربی زبان میں موم یامٹی یا کسی اسی طرح کی چیز پر ٹھپہ لگانے کے ہیں۔یہیں سے یہ لفظ خط پر مہر لگانے اور کسی چیز کے منہ کو اس طرح بند کر دینے کیلئے استعمال ہونے لگا جس کے بعد نہ کوئی چیز اس میں داخل ہو سکے اور نہ کوئی چیز اس سے نکل سکے۔

مہر کی نسبت اللہ کی طرف کیوں؟ قرآن مجید میں بعض جگہ جب اللہ تعالیٰ کسی فعل کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے تو اس سے مراد اس فعل کا اپنی طرف منسوب کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس سنت یا اس قانون کا اپنی طرف منسوب کرنا ہوتا ہے۔تعبیر مطلب کا یہ اسلوب کم وبیش ہر زبان میں پایا جاتا ہے۔عربی زبان اور قرآن مجید میں بھی اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔اسی اسلوب کے مطابق یہاں دلوں پر مہر لگانے کے فعل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے،لیکن مقصود اس سے سنت اللہ کی اپنی طرف نسبت ہے، جو اس نے ہدایت وضلالت کیلئے جاری کر رکھی ہے۔

اسلئے اگرچہ اللہ مہر کرتا ہے لیکن اُسکی وجہ انسان کی اپنی شامت اعمال ہی ہے۔اللہ کے بندو! آج دین سے دور کوئی افسر ہو یا کاروباری، کوئی کارخانہ کا مالک ہو یا ملازم یا فلموں، ڈراموں میں ناچنے، کام کرنے والی فاحشہ عورت مرد ہو، جو آج کی قوم کے ''ہیرو، ہیرون'' ہیں، یہ سب اپنی فیلڈ کے ماسٹر ہوں گے، یہ سب منہ سے اعتراف کرتے ہیں، اللہ نے بڑا دیا ہے، انہوں نے صحیح کہا، انہوں مانا کہ ہم نے جس چیز کی محنت کی ہمیں اللہ نے بڑا دیا۔لیکن اللہ کی طرف بڑھنے کی کبھی محنت ہی نہیں کی تو کچھ نہ پایا۔آئیں اللہ کی طرف بڑھنے کیلئے اسکو شوق بھی دکھائیں، اور عملاً کوشش بھی کریں۔ابھی بھی بہت وقت نہیں گذرا، کوشش کریں۔اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا دے، ہمیں اُن لوگوں میں شامل کرلے جن سے تو خوش ہوا ، ہم تو صرف کوشش کرتے ہیں۔تُو ہمیں ایسا کردے۔آمین۔

ختم قلوب کی حقیقت اور اسکے بارے میں قانون الٰہی:۔

یہاں جس ختم قلوب کا ذکر ہے اسکے بارے میں دو باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیں۔

ایک یہ کہ اس ختم سے مراد ختم ظاہری نہیں ہے بلکہ ختم معنوی مراد ہے۔جہاں تک ظاہری چیزوں کے دیکھنے، سننے اور سمجھنے کا تعلق ہے تو یہ لوگ ان کو دیکھتے، سنتے اور سمجھتے تھے لیکن اس مشرب کے لوگ اپنی سمجھ بوجھ کی تمام قوتیں دنیا کے ظواہر ومحسوسات تک ہی محدود رکھتے ہیں، ان ظواہر ومحسوسات

کے پس پردہ جوحقائق ہیں ان کی طرف نہ تو یہ خود متوجہ ہوتے ہیں اور نہ کسی دوسرے توجہ دلانے والے کی بات پر کان ہی دھرتے ہیں۔ دنیا میں ان کا انہماک اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ کسی اور چیز کی طرف توجہ کرنے کی ان کے اندر گنجائش ہی باقی نہیں رہ جاتی، یہ اپنی ذہانت وفطانت اسی ایک مقصد پر صرف کرتے ہیں، اسکا نتیجہ یہ ہوجاتا ہے کہ آسمان وزمین کا طول وعرض ناپنے میں تو ان کی عقل بڑی تیز ہوجاتی ہے لیکن روحانی اقدار وحقائق کے معاملہ میں بالکل ہی کند ہوتی ہے، یہ صورت حال ان کے مذاق کو بھی اس قدر بگاڑ دیتی ہے کہ صرف وہی باتیں ان کو اچھی لگتی ہیں جن سے ان کے بگڑے ہوئے مذاق کو غذا ملے، جن باتوں سے اسکی حوصلہ شکنی ہو، خواہ وہ کتنی ہی معقول ہوں، ان سے انکی طبیعت کو وحشت ہوتی ہے۔ یہ ختم قلوب کی ایک تعبیر ہے۔

دوسری یہ کہ اس ختم قلوب سے یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان کی ماؤں کے پیٹوں ہی سے ان کے دلوں پر ٹھپے لگا کر پیدا کیا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بداعمالیوں سے اپنے آپ کو اس قدر بگاڑ لیا ہے کہ ان کے دل السلام کی بات سننے اور سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوگئے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے اس نے ہر انسان کو اچھی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، اسکو نیکی وبدی کا امتیاز بخشا ہے اور ساتھ ہی نیکی کو پسند کرنے اور بدی سے نفرت کرنے کی صلاحیت بھی اسکے اندر ودیعت کی ہے۔ ان فطری صلاحیتوں سے آراستہ کرنے کے بعد اس نے انسان کو آزاد چھوڑا ہے کے چاہے وہ نیکی کا راستہ اختیار کرے چاہے بدی کا۔ آگے چل کے یہی اختیاری نیکی یا بدی ہے جو اسکی فطری صلاحیتوں کے بنانے یا بگاڑنے میں اصلی دخل رکھتی ہے۔ اگر انسان نیکی اور بھلائی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اس سے اسکی فطری صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو نیکی کی راہ میں ترقی کی توفیق ملتی ہے۔ اور اگر وہ خواہشات نفس کے پیچھے لگ کر بدی کی راہ پر چل پڑتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ اسکا دل برائی کا رنگ پکڑنا شروع کردیتا ہے یہاں تک کہ یہ رنگ اس پر اس قدر غالب ہوجاتا ہے کہ پھر اس کے اندر نیکی کی کوئی رمق باقی ہی نہیں رہ جاتی۔ یہی مقام ہے جہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے قانون کے تحت آدمی کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور اس کا مذاق طبیعت اس قدر بگڑ جاتا ہے کہ اسکی ساری کی ساری دلچسپی صرف بدی ہی کے کاموں سے باقی رہ جاتی ہے، نیکی کے کام کرنا تو الگ رہا نیکی کی باتیں سننے سے بھی اس کو وحشت ہوتی ہے۔ ''کیا ان لوگوں کو جو اگلوں کے بعد اس زمین کے وارث ہوئے اس بات سے کوئی سبق حاصل نہیں ہوتا کہ اگر ہم چاہتے تو ان کے گناہوں کی پاداش میں ان پر بھی آفت لاتے اور ان کے دلوں پر مہر کردیتے، پس وہ سننے سمجھنے سے رہ جاتے''۔ (۱۰۰۔ **الاعراف**) اس آیت میں اس بات کی صاف تصریح ہے کہ دلوں پر مہر گناہوں کی سزا کے طور پر لگتی ہے۔ ''پس بوجہ اس کے کہ انہوں نے عہد کو توڑا، اللہ کی آیات کا انکار کیا، انبیاء کو ناحق قتل کیا اور کہا کہ ہمارے دل تو بند ہیں بلکہ اللہ نے ان دلوں پر ان کے کفر کے سبب سے مہر کردی ہے تو وہ ایمان نہیں لائیں گے مگر بہت کم''۔ (۱۵۵۔ **النساء**)

دوسری حقیقت یہ واضح ہوتی ہے کہ ہر درجہ کا گناہ وہ چیز نہیں ہے جس کے نتیجہ میں کسی کے دل پر مہر لگ جایا کرے، بلکہ کوئی فرد یا گروہ جب حق کو حق سمجھتے ہوئے اپنے دل کی گواہی کے بالکل خلاف محض ضد، نفسانیت اور ہٹ دھرمی کے سبب سے اسکی مخالفت کرتا ہے اور اس مخالفت پر جم جاتا ہے تب اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور وہ صحیح طور پر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوجایا کرتا ہے۔

تیسری حقیقت یہ واضح ہوتی ہے کہ دل کا اس طرح مہر بند جانا اور سمع وبصر کی صلاحیتوں سے اس طرح محروم ہوجانا اللہ تعالیٰ کا ایک عذاب ہے جو اس کی نعمتوں کی ناشکری کی پاداش میں کسی فرد یا گروہ پر اس دنیا میں نازل ہوتا ہے اور اسی عذاب کا فطری نتیجہ وہ عذاب عظیم ہے جس میں اس طرح

کے لوگ اس زندگی کے بعد والی زندگی میں مبتلا ہوں گے، چنانچہ زیر بحث آیت کے آخر میں جو فرمایا ہے کہ ''اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے'' وہ درحقیقت اسی ختم قلوب کے اس قدرتی نتیجہ کا بیان ہے جو آخرت میں ظاہر ہوگا۔

آئندہ سلائیڈز حاصل کرنے کیلیئے ای میل کریں :۔ subscribe@islamic-portal.net

قرآن واحادیث کی سلائیڈز زیادہ سے زیادہ آگے پھیلائیں جزاك اللہ www.islamic-portal.net